خطبہ جمعہ

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ایسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت سے متعلق ذاتی تجارب و مشاہدات پر مشتمل صحابہ کرامؓ کی بیان فرمودہ ایمان افروز روایات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۹ر ستمبر ۲۰۰۰ء ۲۹ر تبوک ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾-

(سورة المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے ابھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول دعاؤں کا ذکر چل رہا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ رجسٹر صحابہ سے یہ روایات لی جائیں اور ان کے سادہ الفاظ ہی میں ان کو بیان کیا جائے۔ جو مؤرخ کے لکھنے کی ملمع سازی ہے وہ اس میں نہ ہو، سادہ دل سے آواز اٹھے اور دلوں میں جا کے اتر جائے۔

تو اس پہلو سے سب سے پہلے مَیں حضرت میاں اللہ دتا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور عرض کیا کہ یہ بیچارے ناخواندہ ہیں ان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ فرمایا: ”لوگ ان کا مقابلہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے مخالفوں کا گلا گھونٹ دے گا اور زبان بھی بند ہو جائے گی“۔ اب یہ کیسا عظیم الشان جواب ہے جس کا تصور بھی نہیں آسکتا تھا کہ اس کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مخالفوں کا گلا گھونٹ دے گا اور زبان بھی بند ہو جائے گی اور پھر جب قادیان شریف سے حضرت اقدس علیہ السلام سے رخصت ہو کر واپس ہوئے تو ضلع مظفر گڑھ میں موضع اوترا سندیلہ رات ٹھہرے۔ تو صبح کو مولوی عبدالقیوم جو اہلِ حدیث تھے نے ہمارے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا اور دوران گفتگو زبان بند ہو گئی اور گلا بھی گھونٹا گیا اور پھر حافظ مذکور کو ذیلدار علاقہ نے باہر نکال دیا۔ (روایت حضرت میاں اللہ دتا صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۹۴)

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب بھٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا رقبہ ناقص تھا اور پانی نہیں چڑھتا تھا۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے اچھا رقبہ ملے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ استغفار کریں اللہ تعالیٰ آپ کو بہت اچھا رقبہ دے گا۔ آپ کی دعا سے مجھے جو رقبہ دو سال کے بعد ملا وہ تمام شاخ میں اول درجہ کا ہے جو آج کل میرے قبضہ میں ہے۔ (روایت حضرت غلام حسین صاحب بھٹیؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲۲)

حضرت میاں غلام محمد صاحب ارائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے بہنوئی کو میری اس لڑکی کی شادی کا علم ہوا تو انہوں نے مجھ پر چھ سو روپے کا دعویٰ کر دیا اور مجھے سمن آئے کہ کیوں تم نے لڑکی ان سے چھین کر دوسری جگہ شادی کی ہے اس لئے چھ سو روپے کا ہرجانہ ادا کرو۔ یاد رہے کہ اس زمانہ میں چھ سو روپے بہت بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ یا جواب دعویٰ دو۔ سمن وصول کرنے کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کر کے کہا کہ حضور میرے لئے دعا کریں۔ تو حضور نے کہا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپ جائیں، ہم دعا کریں گے اور تمہارا مقدمہ آگے لکھا ہوا ہے ”ڈھس مس“ مراد ڈِس مِس ہے۔ آپ کا مقدمہ ڈھس مس یعنی خارج ہو جائے گا۔ تو مَیں بٹالہ گیا اور جواب دعویٰ لکھوایا اور وکیل بھی کیا جب جج نے جواب دعویٰ پڑھا اور وکیل ابھی حاضر بھی نہ ہوا تھا کہ جج نے مقدمہ خارج کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمودہ پورا ہوتا دیکھ کر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا۔ اس مقدمہ کے خارج ہونے کے بعد مَیں گھر آگیا“۔

(روایت حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۸۴، ۸۵)

روایت حضرت خانزادہ امیر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ”دو آدمی مجھ سے پہلے حضرت صاحب نے بلائے تھے۔ مجھے حضرت صاحب نے اپنے ساتھ چارپائی پر پائنتی کی طرف بٹھالیا۔ میں چپکا بیٹھا رہا۔ حضرت صاحب اور ان دو احمدیوں کی آپس میں باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ احمدی کہتا کسی غیر احمدی کی بابت کہ حضور وہ منافق ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے نہیں نہیں تم اس کے لئے کم از کم چالیس رات دعائیں کرو اور صدقہ کرو۔ اللہ تعالیٰ وہ (غیر حاضر شخص) ہمیں دے دے گا۔ ناامید مت ہو وہ ہر دو احمدی میں نہ جانتا تھا کہ کون اور کہاں کے ہیں۔

اس کے بعد حضرت صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے آپ کو کچھ کہنا ہے۔ میں نے ان احمدیوں سے شرم کے مارے حضرت صاحب کے کان کے نزدیک ہو کر عرض کیا کہ حضور مَیں اپنی بیوی سے تنگ آیا ہوا ہوں، ناراض ہوں۔ وہ غیر احمدی تھی اور ضد کرتی تھی کہ غیر احمدی ہی رہوں گی۔ آپ نے فرمایا خفا نہ ہو اللہ تعالیٰ اصلاح کرے گا۔ پھر ہم تینوں کو حضرت صاحب نے ان احمدیوں کے کہنے پر اس کھڑکی مسجد مبارک کے راستہ سے رخصت کر دیا۔ چنانچہ میں رخصت ہو کر گھر پہنچا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس سال یا دوسرے سال میری بیوی نے شرح صدر سے بذریعہ خط بیعت کی۔ الحمد للہ جواب تہجد گزار ہے اور ہم خوب محبت سے آپس میں خدا کی یاد میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

(روایت حضرت خان زادہ امیر اللہ خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۷۵، ۷۶)

انہی خانزادہ حضرت امیر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ ہمارے چچیرے بھائی کی لڑائی شروع ہوئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ یا ہم لڑائی میں زخمی اور مریں گے یا ہمارا چچیرا بھائی۔ غرض مَیں نے حضرت صاحب کو مفصل خط لکھ کر دعا کے لئے عرض کی۔ حضرت صاحب نے دعا کی اور مجھے لکھا کہ دعا کی گئی ہے تم بھی دعا کرو۔ کلمہ تمجید، درود واستغفار بہت بہت روزمرہ پڑھا کرو۔ چنانچہ خط کے واپسی جواب پر قدرت خداوندعین دوران مقدمہ فوجداری میں ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہمارا چچیرا بھائی راہِ ملک عدم ہوا اور ہمیں آرام ملا۔ الحمد للہ۔

(روایت حضرت خان زادہ امیر اللہ خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۷۷)

یہ پٹھانوں میں روایتاً بعض دفعہ بھائیوں بھائیوں میں شریکے میں بہت دشمنی پائی جاتی ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اب ان کا نام یاد نہیں مگر دو بھائی تھے جن میں بہت زیادہ دشمنی تھی کہ ایک دوسرے کا چین حرام کر رکھا تھا۔ آخر ان میں سے ایک بھائی جب مرا تو اس نے مرتے دم یہ کہا کہ اے میرے بھائی میں تجھے جو تو نے مجھ پر زیادتیاں کی ہیں سب معاف کرتا ہوں۔ اب ان کا ردِ عمل دیکھیں۔ وہ چوہدری صاحب سے پوچھنے لگے کہ چوہدری صاحب اس نے جو یہ کہا ہے مرتے وقت یہ خدا بھی معاف کر دے گا اس کو۔

اس نے جو معافی مانگ لی ہے اس سے یہ نہ ہو کہ اللہ بھی اسے معاف کر دے۔ تو یہ پٹھان ناراض نہ ہوں ان میں یہ غصہ کی باتیں پائی جاتی ہیں۔

حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ''مَیں چونکہ یہاں ایک ہی احمدی پڑھا لکھا تھا۔ دوسرا غلام احمد پان پوری تھا مگر وہ ان پڑھ تھا۔ اس لئے میرے ساتھ ہی زیادہ مخالفت رہی۔ یہاں کے واعظوں، مولویوں نے میرے ساتھ بائیکاٹ کر دیا، مجھے قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں تو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا تھا تو ان کی دعا کی برکت سے مجھے مخالفوں سے کوئی ضرر نہ پہنچا''۔

(روایت حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۵۰)

حضرت مولوی بدر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ ساندھن ضلع آگرہ بیان کرتے ہیں۔ چوہدری فیروز خان صاحب آف راہوں نے عرض کیا کہ اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں میں پہلے کر چکا ہوں اب حالات ایسے ہیں کہ وہ ان کو بدل نہیں سکتا۔ حضور دعا کریں کہ وہ لڑکے احمدی ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا اچھا دعا کریں گے۔ ان میں سے ایک لڑکا احمدی ہو کر فوت ہو چکا ہے اور دوسرا احمدی ہو کر ابھی زندہ موجود ہے۔

(روایت حضرت مولوی بدردین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲)

روایت حضرت سردار کرم داد خان صاحب ابن ولی داد خان صاحب ساکن جمالی بلوچاں ضلع شاہ پور حال دار الصدر قادیان۔ ''بیعت کے وقت مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میری برادری سب شیعہ ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا مَیں نے دعا کر دی ہے۔ اب ہمارے سب رشتہ دار جو شیعہ تھے تمام احمدی ہو چکے ہیں''۔ (رجسٹر روایات نمبر ۵)

حضرت مولوی بدر دین صاحب مبلغ ساندھن کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں بہت سے مذاہب میں بھٹکتا پھرا ہوں۔ حضور میرے لئے استقلال کی دعا فرمائیں۔ تبسم فرماتے ہوئے فرمایا اچھا بھئی دعا کریں گے۔ چنانچہ مَیں ۱۹۱۳ء سے قادیان میں ہوں۔ اب تک صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں کام کرتا رہا ہوں اور اس وقت یکم دسمبر ۱۹۳۷ء ساندھن علاقہ آگرہ کا انچارج مبلغ ہوں۔ (روایت حضرت مولوی بدردین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۲)

ایک روایت ہے حضرت وزیر خان صاحب ولد میاں محمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ وہ بیان کرتے ہیں: ''میں ناگہ ہل علاقہ منی پور میں بصیغۂ ملازمت سب اوورسیئر متعین تھا۔ ایک مقدمہ شروع ہوا جس کے دوران میں مَیں قید ہو گیا اور منی پور میں چلا گیا۔ گو مَیں ہر طرح آزاد تھا اور چھ خلاصی میرے ساتھ سرکاری کام کرتے تھے اور خاص ریذیڈنٹ کے بنگلہ پر اس کے کمرہ کے سامنے بڑی چھتری لگا کر دوربین سے کام کرتا تھا مگر رہتا جیل میں تھا۔ اسی زمانہ میں ایک شخص سرور خان نامی جو اس وقت پلٹن میں ملازم تھا اور اب شاید ڈبرو گڑھ آسام کا ایک گاؤں ہے اس میں جا چکا ہے، وہ احمدی تھا۔ میرے پاس آیا اور کتاب نشان آسمانی مجھے دے گیا۔ اس کو مَیں نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا کہ۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند ☆ ہر زماں آیند در رنگِ دگر

اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا کہ حضرت صاحب کی صداقت مجھ پر کھل گئی۔

گو مَیں نے سردار خان کو لکھا کہ وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر مَیں نے حضرت اقدس کو ایک خط اپنے حالات پر مشتمل لکھا اور حضور نے اس کے جواب میں ایک کارڈ لکھا جس میں اوپر تھا ''نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم''۔ جس کو نہ معلوم کس وجہ سے ''بشارتھم'' پڑھ سکا، شاید دل کا خیال ہو گا۔ اس میں حضور نے لکھا تھا کہ نماز آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور اس کے ہر لفظ کے معانی پر غور کر کے جہاں تک ممکن ہو دل لگا لیا کریں اور لاحول اور استغفار، درود شریف کثرت سے پڑھا کریں اور سجدہ میں جا کر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھا کریں اور میں دعا کروں گا۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں میرے مقدمہ کی اپیل تھی (یعنی شیلانگ آسام)۔ کہ وکیل حاکم کے سامنے جا کر بحث نہیں کر سکتے تھے بلکہ مضمون لکھ کر ہی حوالہ دے دیتے تھے۔

شیلانگ میں وہاں میرے ایک مہربان ڈرافٹسمین یعنی نقشہ نویس تھے جن کی معرفت یہ اپیل کی گئی اور ایک عجیب بات ہے کہ میرے ایک بہنوئی دہلی سے چل کر شیلانگ گئے اور بابو صاحب سے ملے مگر نامعلوم کیا واقعات ان کو پیش آئے کہ وہ بغیر روپیہ دئے اور مقدمہ ختم ہونے کے واپس چلے گئے۔ تب مجھے بابو صاحب نے خط لکھا کہ مَیں منی پور میں تھا کہ روپے کی ضرورت ہے اور آپ کے بھائی بھی چلے گئے ہیں۔ مَیں روپیہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ مقدمہ جاری رکھیں جس قدر روپیہ آپ کو ضروری ہو گا میں بھیج دوں گا۔

پھر اس کے بعد حضرت صاحب کا ایک خط پہنچا جو مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا ہے کہ مَیں آپ کو تسلی دوں حضور تمہارے واسطے دعا کر رہے ہیں۔ ۲۳ر ستمبر ۱۸۹۲ء کو نقشہ نویس صاحب کا خط آیا کہ ہم نے آپ کی اپیل بتوکل علی اللہ داخل کر دی ہے۔ اس پر مَیں نے فوراً پڑھتے ہی جو میرے ساتھی تھے ان سے کہا کہ میں چھٹ گیا۔ اس کے بعد جس روز مَیں پانچ یا چھ اکتوبر کو چھوٹنے والا تھا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں اور نماز کو بہت دیر ہو گئی ہے اور شاید یہ بھی دیکھا کہ تمہاری بیڑی کاٹ دی گئی۔ اس صبح کو جیل کی طرف سے آدمی آیا اور کہا لاؤ اس کو کاٹ دیں، آپ رہا ہو گئے ہیں۔ یہ میرے مقدمہ کا فیصلہ پہلا تھا جس کی اپیل ہوئی اور اس شخص کا تھا جو گورنمنٹ سے حکم لے کر گیا تھا کہ جو کچھ کروں گا اس کو بدلا نہ جائے ورنہ مَیں نہیں جاتا اس کا نام کرنیل مکسویل پولیٹکل ایجنٹ تھا جو گورنمنٹ آسام کے حکم سے منی پور میں لڑائی کا افسر مقرر ہو کر آیا تھا اس روز میری رہائی پر اسے بہت افسوس ہوا۔

لیکن اب دیکھئے کہ ان کے اندر توکل کیسا تھا اور کتنا یقین تھا۔ اور ایک مقدمہ کی وجہ سے اس کے دوست کو ایگزیکٹو انجینئر مسٹر مچل جو منی پور میں تھا اس کو بھی افسوس تھا۔ جب میں چھوٹ کر پولیٹیکل ایجنٹ کے حکم کے مطابق دوبارہ مسٹر مچل کے پاس گیا تو آرام کرسی پر لیٹا ہوا تھا۔ چونکہ کچھ بیمار تھا مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم چھوٹ گیا، تم چھوٹ گیا۔ میں نے کہا ہاں آپ نہیں جانتے کہ ہم کس کے مرید ہیں۔ تمہارا مسیح مر گیا مگر ہمارا مسیح زندہ ہے۔ اس پر اس نے کہا جاؤ پھر اپنا کام کرو۔ گویا یہ ایک نشان تھا جو حضرت صاحب کا ظاہر ہوا کہ ایسے سخت حاکم کے حکم کے خلاف اور روپیہ نہ ہونے کے باوجود اور غیر جگہ ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے طفیل بری کر دیا اور پھر وہیں نوکر بھی ہوا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۴ صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

ایک روایت ہے حضرت عبدالقادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ''حضرت صاحب جب پہلے ہماری مبارک منزل میں تشریف لائے ہیں تو سیڑھیاں چڑھتے وقت والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ دعا فرمائیں۔ فرمایا کہ یہاں نمازیں پڑھی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کا ذکر ہو گا اس سے بڑھ کر اور کیا دعا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سولہ سترہ سال تک یہاں نمازیں پڑھی جاتی رہیں۔ مہمان بھی یہیں اترا کرتے تھے''۔ یہ انہی کے ایک مکان کا نام تھا مبارک منزل۔

(روایت حضرت عبدالقادر صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۳۷)

حضرت عبدالقادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان فرماتے ہیں: ''سید ناصر شاہ صاحب لاہور میں ملازم تھے اچانک گلگت میں تبدیل ہو گئے۔ مَیں، میر فضل شاہ صاحب دونوں مل کر راولپنڈی تک ان کے ساتھ گئے بلکہ میر فضل شاہ صاحب کشمیر تک ساتھ گئے۔ کوئی پندرہ بیس روز ہی گزرے تھے کہ سید ناصر شاہ صاحب پھر لاہور میں آ گئے میرے پاس۔ لوگ عموماً ہمارے مکان پر ہی اترا کرتے تھے۔ قریباً پندرہ سولہ سال نمازیں بھی وہاں ادا ہوئیں۔ مَیں نے کہا کہ شاہ صاحب آپ پھر لاہور آ گئے۔ فرمانے لگے کہ راستہ میں بہت برف تھی۔ مَیں نے تین ماہ کی رخصت لے لی ہے اور قادیان رہنے کے ارادہ سے آ رہا ہوں۔ پھر وہ قادیان چلے گئے۔

پھر کوئی بیس بائیس روز کے بعد پھر لاہور آ گئے اور مجھ کو ساتھ لیا اور کہا کہ میں جموں ملازم ہو گیا ہوں۔ اس لئے مجھے انگریز افسر نے جموں بلایا ہے اس کے لئے کوئی ڈال بنانی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے کوئی پندرہ روپے کی ڈال بنائی۔ ڈال پھلوں کی ٹوکری کو کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں پندرہ روپے میں بہت ہی بڑی ڈال بنی ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے پندرہ روپے کی ڈال بنائی۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مجھے بہت دور تبدیل کر دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ آپ کہاں رہنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور جموں میں۔ فرمایا اپنے نام کو لکھ کر میرے سامنے لگا دو، مَیں دعا کروں گا۔ چنانچہ ان کو قادیان میں ہی خبر آ گئی کہ آپ کی تبدیلی جموں ہو گئی ہے۔ تنخواہ گلگت اسّی (۸۰) روپے ہونے والی تھی مگر جموں میں ایک سو دس روپے ہو گئی۔

(روایت حضرت عبدالقادر صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۱۸)

ایک حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت دلچسپ روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں جب مَیں نے اور میرے ساتھیوں نے سفر پر جانے سے پہلے حضرت اقدس سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''اچھا خدا حافظ''۔ اب یہ سادہ فقرہ ہے، اچھا خدا حافظ کہتے ہی ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے دل میں یہ بات گڑ گئی کہ یہ عام خدا حافظ نہیں کہا گیا بلکہ کچھ خطرات پیش آمدہ

ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محفوظ رہنے کی دعا کی ہے۔ جب حضور سے ہم رخصت ہو کر قادیان مقدس سے باہر نکلے تو نکلتے ہی بہت بڑا سانپ چاند کی چاندنی میں راستہ کے کنارے پر نظر آیا۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ سے اس نے اپنی پھنکار کی آواز نکالی اور کوئی ہاتھ دو ہاتھ کے قریب اونچا کھڑا ہو گیا۔ ہم نے اسے دیکھ کر ذرا فاصلہ سے گزرنا پسند کیا۔ پھر وہ کسی اور طرف نکل گیا اور ہم دوسری طرف آگے نکل گئے۔

اس کے بعد راستہ میں ایک اور گاؤں آیا۔ اس گاؤں کے قریب دو تین سانپ اِدھر اُدھر سے ،دو تین سانپ ہمارے پاؤں کے اوپر سے گزر گئے۔ ایک سانپ میرے پاؤں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ مجھے محسوس ہوا تو مَیں نے اپنے پاؤں کو جھٹکا دیا اور وہ دور جا پڑا۔ اسی طرح ایک اور گاؤں کے پاس سے گزرنے لگے تو وہاں بھی راستہ میں ہمیں دو سانپ ملے اور جب تلونڈی کے پاس گئے تو بٹالہ کے پرانے راستہ میں سڑک پر ایک گاؤں ہے جس کو تلونڈی گرنتھیاں کہتے ہیں اس کے پاس پھر راستہ میں سانپ ملے۔ غرضیکہ اس راستہ میں بار بار سانپوں سے ہمارا تصادم ہوا اور ہر موقع پر باوجود سانپوں کی اس کثرت کے خدا تعالیٰ نے ہم سب کو جو سات آٹھ کے قریب تھے ان کو شر سے محفوظ رکھا۔ تو یہ تکرار ایک ہی قسم کے خطرہ کی حیرت انگیز طریق پر اور پھر سارے کے سارے محفوظ رہے یہ عظیم الشان نشان ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

ایک روایت ہے حضرت سید بہاول شاہ صاحبؓ کی۔ ”سلیمان مرحوم سکنہ موہن مزرعہ کا احمدی ہونا بھی حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ ہے۔ ایک شخص بتا نامی موضع راجیوال ضلع لدھیانہ کا رہنے والا موضع موہن مزرعہ ضلع انبالہ میں رہا کرتا تھا۔ اس کا یعنی بتا کا مقدمہ دیوانی سلیمان کے ساتھ ہو گیا اور میرے مقدمہ کی طرح تین چار سال تک رہا۔ بتا جانتا تھا کہ میرے مقدمہ کا خاتمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے ہوا تھا۔ مقدمہ سے تنگ آ کے مجھے کہنے لگا کہ میرے لئے بھی حضور مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کرواؤ۔ میں بہت تنگ آ گیا ہوں۔ مَیں نے اس کی طرف سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اور واپسی لکھا ”دعا کی گئی“۔

اب دیکھئے صحابہ کا جو محاورہ ہے وہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاورہ کے مقابل پر غیر عارفانہ ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادب کی خاطر آپ کو کہتے تھے دعا فرمائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً کبھی بھی نہیں کہا کہ دعا فرمائی، نہ لکھا کہ دعا فرمائی۔ ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ دعا کی گئی۔ جب یہ خط بجائے بتا کے سلیمان کو مل گیا وہ ہم سے بہت ناراض ہوا۔ اس کے دوسرے تیسرے روز پیشی تھی۔ مقدمہ بتا کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ سلیمان اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آیا لیکن بتّے کو یہ توفیق نہ ملی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۱۳)

ایک روایت ہے حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کی۔ ”آج جمعہ ہے اور مولوی عبدالکریم صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں آئے تو جمعہ کون پڑھائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا۔ مَیں یہ سن کر بول نہ سکا۔ ایسا مرعوب ہوا کہ اس خیال سے کہ میں اس مامورِ خدا کے سامنے گنہگار آدمی ہوں کیا کروں گا۔ اور کس طرح کھڑا ہو نگا۔ پھر دل میں یہ خیال آیا کہ خیر ابھی جمعہ کا وقت دور ہے شاید اور شخص تجویز ہو جائے۔ آخر جمعہ کا وقت آ گیا، صفیں باندھ کر نمازی بیٹھ گئے۔ مَیں ایک صف کے ڈرتا ہوا شمال کی طرف بیٹھ گیا آخر اذان ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں آخر کسی شخص نے مجھے حاضر حضور کر دیا۔ مَیں نے حضور کے کان مبارک کے قریب ہو کر آہستہ بات سے عرض کیا۔ آہستہ بات سے مراد ہے آہستہ آواز سے عرض کیا کہ حضور میں گنہگار ہوں مجھے جرأت نہیں کہ مَیں حضور کے آگے کھڑا ہو کر کچھ بیان کر سکوں۔ مگر حضور نے فرمایا نہیں آپ آگے ہو جائیں مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ گویا مجھے مصلّی پر کھڑا کر دیا۔ آخر مَیں نے متوکلاً علی اللہ خطبہ شروع کر دیا اور سورۃ فرقان تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا کی چند آیات پڑھیں۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے توفیق دی سنایا۔ مَیں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ حضور میرے لئے دعا فرما رہے تھے اور میرا سینہ کھلتا گیا اور اس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کسی بحث میں یا تقریر میں ایسا نہیں ہوا کہ میں جھجکا ہوں۔ الحمد للہ علی ذلک۔ مَیں اسی کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ جب مَیں نومبر ۳۳ء میں ہجرت کر کے آیا ہوں تو مجھے مسجد اقصیٰ کی امامت کی خدمت سپرد ہوئی۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۲۱)

ایک روایت حضرت مولوی عبدالعزیز صاحبؓ بھینی شرق پور ضلع شیخوپورہ کی ہے۔ لکھا ہے ”ایک نشان جو مولوی صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مجھے فرمایا کہ (رجسٹر روایات لکھنے والے کے الفاظ لگ رہے ہیں) اور مجھے فرمایا کہ چوہدری احمد دین صاحبؓ ساکن آنبہ ضلع شیخوپورہ جو آپ کی وساطت سے احمدی ہوئے تھے ایک دفعہ قادیان تشریف لائے۔ چوہدری صاحب کے شرکاء نے آپ پر کئی مقدمات دائر کئے ہوئے تھے اور آپ بڑی مشکلات میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مولوی صاحب نے چوہدری احمد دین صاحب کو پیش کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے چوہدری صاحب کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا احمد دین خدا تعالیٰ آپ پر فضل کرے گا۔ دو تین دفعہ ایسا ہی فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد چوہدری صاحب کو ان جملہ مقدمات سے اللہ تعالیٰ نے رہائی بخشی“۔ (رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۹)

روایت حضرت مرزا محمد شفیع صاحبؓ جن کے بیٹے مرزا منور احمد صاحب امریکہ میں شہید ہوئے تھے یعنی امریکہ میں وقف کے دوران فوت ہوئے تھے اب ان کی اولاد یہاں بھی بستی ہے انگلستان میں بھی۔ روایت۔ ”اپریل ۱۹۰۲ء میں خاکسار شملہ تبدیل ہوا تھا۔ وہاں مجھ کو تکلیف تھی اس لئے مَیں نے کچھ عرصہ بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ تحریر عرض کی کہ حضور خاکسار کی تبدیلی کے لئے دعا فرماویں جس کی بظاہر اس قدر جلد امید نہیں تھی۔ جولائی ۱۹۰۵ء میں جب دوبارہ عرض کی گئی تو حضور نے میرے خط پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا جواب لکھ دیں کہ مَیں نے دعا کی ہے خدا تعالیٰ مجیب الدعوات بھی ہے اور حکیم بھی۔ اگر اس کی مصلحت تقاضا کرے گی تو وہ تبدیلی پر قادر ہے۔ یہ حضور کی تحریر جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے مجھ کو بھیجی تو جس ڈاک سے یہ خط پہنچا اسی کے ساتھ میری تبدیلی اور ترقی کا حکم بھی محکمہ سے پہنچا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے شفا پانے کے چند واقعات۔ حضرت بابو غلام محمد صاحب ثانی ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ عام طور پر لوگ دعا کے لئے تار دیا کرتے تھے اور قلی کے پیسے بھی ساتھ جمع کرا دیا کرتے تھے تاکہ بٹالہ سے قلی اسی وقت تار لے کر جائے۔ پھر ہم لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ اپنا آدمی بھیج دیتے ہیں اور جس وقت وہ پہنچے اسی وقت دعا کے لئے عرض کرتا۔ ادھر ہمارا آدمی روانہ ہوتا اور ادھر مریض کی حالت بدلنی شروع ہو جاتی۔ (روایت حضرت بابو غلام محمد صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۱۷۱)

حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”میری تحریری بیعت سے پہلے قصبہ ہذا میں ایک اور احمدی خواجہ غلام احمد تھا اس کے لڑکے کو روتے وقت کھانسی سے سانس باہر کھنچا جاتا تھا اور کئی منٹ تک واپس نہ آتا تھا اور بے ہوش ہو جاتا تھا تو مَیں نے اس کے کہنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لئے لکھا۔ ابھی اس خط کا جواب نہ آیا تھا کہ وہ لڑکا اس عارضہ سے نجات پا گیا۔ جب خط کا جواب آیا تو اس میں لکھا تھا کہ حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ جس روز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تھی اسی روز لڑکا بھی صحت یاب ہو گیا تھا۔

(روایت حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۵۰)

ایک روایت ہے حضرت حافظ عبدالعلی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ ”ضلع شاہ پور سے ایک سکھ مع اپنے لڑکے کے مٹھہ ٹوانہ موضع سے آیا۔ اس کے لڑکے کو غالباً تپ دق تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے دوا کرانے آیا تھا۔ اور اس کا باپ دعا کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ دعا فرماتے۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جو اس پر معرفت حضرت مولوی صاحب استعمال ہوا تھا۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جس الہامی نسخہ کو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی معرفت یعنی آپ سے بنوا کر استعمال کیا اور وہ لڑکا شفایاب ہو گیا۔ وہ نسخہ اب تپ دق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(روایت حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

حضرت مفتی چراغ دین صاحبؓ سکنہ بٹالہ بیان فرماتے ہیں: ”میرے بھائی کا لڑکا طاعون سے بیمار ہو گیا۔ مَیں نے حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور حضور کا ایک کرتہ تھا جو اس کے گلے میں پہنا دیا۔ خط کا جواب آیا جو مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ حضور نے دعا کی اور مَیں بھی دعا کرتا ہوں۔ اللہ شفا عطا فرمائے۔ وہ لڑکا خدا کے فضل سے اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ ہے بال بچوں والا ہے۔

(روایت حضرت مفتی چراغ دین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۴۴)

حضرت محمد صدیق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف گھوگھیاٹ بیان کرتے ہیں کہ: ”میرے بہنوئی ملک نبی محمد صاحب آف گھوگھیاٹ بھی اس سفر میں ساتھ تھے جو خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ انہوں نے ایک بار بتایا کہ دانت درد کا شدید دورہ اکثر ہو جایا کرتا تھا اور واپسی کے وقت بھی سخت

درد تھی۔ حضور پاک سے دعا کے لئے عرض کی گئی۔ حضور نے فرمایا "بہت اچھا"۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر بعد راستہ میں درد رک گئی اور ایسی غائب ہوئی کہ وہ دن گئے آج سالہا سال گزرے پھر دورہ نہیں ہوا"۔(روایت حضرت محمد صدیق صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ا صفحہ ۲۵)

اس قسم کے شفا کے واقعات اور بھی بہت سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آنکھوں کی شفا اور شدید دانت درد کی شفا کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔

حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحبؓ بھینی شر قپور ضلع شیخوپورہ۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ غالباً ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک مولوی امام دین صاحب جو درویشانہ زندگی رکھتے تھے اور سلسلۂ بیعت میں داخل تھے بھی تھے۔ آتے ہی مولوی امام دین صاحب کو سخت بخار ہو گیا۔ ایسا کہ آپ جلسہ سالانہ کی کوئی بھی تقریر نہ سن سکے۔ مہمان خانہ میں آپ بیہوش پڑے رہے۔ جب جلسہ ختم ہو گیا اور مہمان رخصت ہونے لگے تو مولوی امام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی وجہ سے مولوی صاحب کو سخت گھبراہٹ تھی کہ اب ہم کیسے واپس جائیں گے۔ آپ اسی خیال میں ہی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے مولوی امام دین صاحب کو زور سے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے جا کھڑا کیا اور عرض کی حضور ان کو سخت بخار ہے دعاءِ صحت فرمائی جائے تا کہ ہم امن سے واپس جا سکیں۔ حضور نے ان کا نام پوچھا اور ان کی پشت پر سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا ۔حضور ہاتھ پھیرتے جاتے تھے حتی کہ تین چار دفعہ ہاتھ پھیرنے سے ہی بخار اتر گیا اور بیماروں کو شفا دینے کا معجزہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۱۹،۱۸)

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب بھٹیؓ چک ۹۸ شمالی:۔"خاکسار نے ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں بمقام سیالکوٹ کبوتراں والی مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کی۔ پندرہ دن کے بعد جب مَیں واپس اپنے چک میں آیا تو طاعون کی مرض شروع ہو گئی اور سب سے پہلے میری بیوی اور بچہ مولوی محمد یار طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ میری بیوی کو ایک پھنسی بخار کے ساتھ نکلی اور محمد یار کو دو پھنسیاں اور بخار ہوا۔ چک کے لوگوں نے میری مخالفت کی اور مسجد سے نکال دیا اور کہا کہ تو نے مسیح موعود کی بیعت کی تھی اور سب سے پہلے تیری بیوی اور بچے کو ہی طاعون ہوئی۔ مَیں نے گھبرا کر حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا۔ حضور نے جواب تحریر فرمایا۔ آپ ان کو ہوادار جگہ میں رکھیں اور استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی اور بچہ دونوں کو انشاء اللہ تندرست کر دے گا۔ خدا کے فضل سے میری بیوی اور بچہ دونوں اب تک زندہ ہیں اور اعتراض کرنے والوں پر اس قدر تباہی آئی کہ چک میں ستر آدمی طاعون سے تباہ ہو گئے اور دو دو آدمی ایک ایک قبر میں دفنائے گئے۔ اس نشان کے بعد پانچ گھروں نے بیعت کی اور ان سب گھروں میں بیعت سے پہلے طاعون سے وفاتیں ہو چکی تھیں اور بیعت ایک سال کے اندر اندر کی۔ اب خدا کے فضل سے تیرہ گھر احمدی ہیں اور سات گھر غیر احمدی ہیں"۔(روایت حضرت غلام حسین صاحب بھٹیؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ا صفحہ ۲۲)

روایت حضرت حافظ محمد امین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح جنگ ضلع کیمبلپور:۔"بڑے زلزلہ کے موقع پر حضور نے تمام لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ مکانات چھوڑ کر باہر نکل آئیں اور حضور خود بھی اہل بیت کے ساتھ اپنے باغ میں فروکش ہوئے۔ اور ان دنوں متواتر زلزلے آتے رہے اور طاعون بھی شروع ہو گیا تھا۔ ان دنوں عاجز بھی درد گردہ میں مبتلا ہو گیا۔ صبح سات بجے بیمار ہوا اور شام کے تین بجے یہ درد ایسی سخت ہو گئی کہ اس کی تکلیف سے کسی پہلو چین نہ آتا تھا۔ مَیں اس وقت مہرالدین صاحب ارائیں کے مکان میں رہتا تھا۔ مولوی عبیداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت میری حالت بہت خراب تھی۔ مولوی صاحب میری تکلیف برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میری صحت کے لئے دعا کی درخواست لکھی اور لکھا کہ یہ غریب آدمی ضلع راولپنڈی کا رہنے والا ہے اور اس وقت درد گردہ سے سخت تنگ ہے۔

اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی گوہر دین (ڈاکٹر گوہر دین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن برما جن کی عمر اس وقت بارہ تیرہ برس تھی) وہ بھی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حضور اس کی شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں (وہی فرمائیں لکھا ہے)۔

مولوی صاحب نے یہ خط میرے بھائی گوہر دین جو بعد میں ڈاکٹر بنے کو دے کر حضور کی خدمت میں بھیجا۔ حضور کے دربار میں خط کسی کو دے کر واپس چلے آئے۔ حضور خط پڑھ کر اور اپنا کام اسی وقت چھوڑ کر باہر دروازہ پر تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ خط کون دے گیا ہے۔ میاں شادی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم نے عرض کیا کہ ایک چھوٹا لڑکا دے گیا ہے۔ حضور نے خط دوبارہ پڑھا تو حضور کو علم ہوا کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب ان کا علاج کر رہے ہیں۔ خط پڑھ کر حضور نے جواب دیا کہ مَیں دعا کروں گا اور ان کی دوائی اور دودھ وغیرہ کا خرچ میرے ذمہ ہے اور مولوی صاحب ان کے علاج کی طرف پوری توجہ فرمائیں۔ آخر حضور کی دعاؤں اور مولوی صاحب کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس بیماری سے نجات بخشی۔(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۷۰،۶۹)

ایک روایت حضرت مولاداد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پنشنر کی ہے:۔"۱۹۰۷ء کو میرے بڑے بھائی عبدالحکیم صاحب تپ سے بیمار تھے ان کا علاج ایک طبیب مولوی جو سلسلہ کا مخالف تھا کر رہا تھا اور اس کا بڑا بھائی شمس الدین احمدی تھا۔ وہ گاؤں موضع دودہ علاقہ سکر شکر میں ہے۔ اس طبیب مولوی نے حضرت اقدس کی شان میں نالائم الفاظ استعمال کئے۔ مَیں موجود نہ تھا بھائی جو بیمار تھے انہوں نے روکا۔ جب مَیں باہر سے آیا تو وہ مولوی چلا گیا تھا۔ بھائی صاحب نے نہایت رنجیدہ لہجہ میں کہا کہ میں اس طبیب کا علاج نہیں کراتا اس نے حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ غرض وہ مولوی راستہ میں ہی طاعون کا شکار ہو گیا۔

پھر میں بھائی صاحب کو اپنے ساتھ بہاولنگر لے گیا۔ وہاں دو اسسٹنٹ سرجن علاج کرتے رہے مگر آخر انہوں نے جواب دے دیا کہ اب یہ بچ نہیں سکتے، علاج ترک کر دو اور پیسہ خراب نہ کرو۔ تب مَیں نے بعد اس وقت ایک سال کے حضرت اقدس کے حضور خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہم دعا کریں گے تم بھی دعا کرو انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ اس خط کے دوسرے دن مَیں نے دیکھا کہ ان کا تپ جاتا رہا۔ مَیں نے کہا اب آپ کو تپ نہیں ہے۔ مَیں نے اٹھا کر بٹھایا اور خود سہارا دے کر بیٹھ گیا تو بھائی صاحب نے کہا میرا سینہ جو جلتا تھا اب سرد ہے۔ مَیں نے کہا مَیں نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تھا حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہم دعا کریں گے خدا تعالیٰ شفا دے گا۔ تب سن کر کہنے لگا کہ "اوہو! ہُن مَیں نہیں مَر دا، مسیح نے مُردہ زندہ کیتا اے"۔ اس کے بعد وہ احمدی ہو گئے یعنی بیعت کر لی اور پوری صحت ہو گئی۔(روایت حضرت مولاداد خان صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۸۵،۸۴)

حضرت میاں خیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد سراج دین صاحب سکنہ کوٹ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بیان فرماتے ہیں کہ "میری بیوی بہت بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں حکیموں نے لاعلاج قرار دیا۔ میں اس کو کھیوہ باجوہ میں لے آیا۔ اس جگہ مولوی عبداللہ صاحب جو حافظ قرآن بھی ہیں، میرا یقین ہے کہ وہ ولی اللہ بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی بھی ہیں ان کے پاس لے گیا۔ وہاں میرے سسرال بھی ہیں۔ انہوں نے کہا تم حضرت مسیح موعودؑ کو دعا کے لئے خط لکھو۔ چنانچہ مَیں نے دعا کے لئے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے خط کا جواب دیا کہ تمہارے لئے دعا کی گئی، آپ بھی اچھی طرح دعا کریں۔ یہ خط مجھے دو بجے کے قریب ملا۔ میری بیوی کی یہ حالت تھی کہ کوئی کوئی دم تھا۔ مَیں خط لے کر شام کے وقت مسجد میں چلا گیا۔ مَیں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی اور مَیں رو رو کر دعائیں کرتا رہا اور مجھے بیہوشی سی طاری ہو گئی اور میرے دائیں طرف ایک شخص کھڑا ہوا معلوم ہوا۔ مجھے اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ کوئی فکر نہ کرو تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے۔ مجھے ہوش آ گئی۔ جب میں گھر آیا تو خدا تعالیٰ نے میری بیوی کو صحت عطا فرما دی تھی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

اس دفعہ روایات نسبتاً کم بیان ہوئی ہیں کیونکہ بعض روایات کو مَیں نے کاٹ دیا کہ یہ نہ رکھیں اور اس وجہ سے پندرہ منٹ پہلے روایات ختم ہو رہی ہیں۔ لیکن اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو ملفوظات سے لیا گیا ہے۔

"یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے ...... پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچا دے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے"۔(ملفوظات (جدید ایڈیشن) جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)